زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہونے کی تحقیق
جلیل پر مشتمل امام اہل سنت کے رسالے

هبة النساء في تحقق المصاهرة بالزنا

(۱۳۱۵ھ) کا خلاصہ

زنا سے حرمت مصاہرت کا ثبوت

تلخیص
مولانا محمد مبشر رضا عطاری مدنی

نظر ثانی
مفتی محمد آصف اقبال مدنی

ضیائے علم فاؤنڈیشن

زنا سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہونے کی تحقیقِ جلیل پر مشتمل امامِ اہلِ سنت کے رسالہ

"ھبۃُ النساء فی تحقق المصاھرۃ بالزنا (۱۳۱۵ھ)" کا خلاصہ بنام

زنا سے حرمت مصاہرت کا ثبوت



تلخیص

مولانا محمد مبشر رضا عطاری مدنی

ضیائے علم فاؤنڈیشن

نام کتاب	زنا سے حرمتِ مصاہرت کا ثبوت (تلخیص: ھبۃُ النساء فی تحقق المصاھرۃ بالزنا)
تصنیف	امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان حنفی علیہ الرحمۃ
تلخیص	مولانا محمد مبشر رضا عطاری مدنی
سن اشاعت (ویب ایڈیشن)	محرم الحرام 1448ھ / جولائی 2026ء
پیش کش	ضیائے علم فاؤنڈیشن
رابطہ نمبر واٹس اپ	+92302-2867256

فہرست

سوال کا پس منظر ---------------------------------------6

اعلیٰ حضرت کا فیصلہ ---------------------------------------6

پہلی دلیل: قرآنِ کریم ---------------------------------- 6

پہلی فقہی تحقیق: -- 7

دوسری فقہی تحقیق ------------------------------------ 7

تیسری فقہی تحقیق ------------------------------------- 8

چوتھی فقہی تحقیق ------------------------------------- 8

وطیِ حرام بھی موجبِ تحریم 9

مسئلۂ زنِ مظاہرہ -- 10

اجماعِ صحابہ کرام ------------------------------------- 11

مخالف کی دلیل اور اس کا تفصیلی ردّ --------------------------- 11

پہلا ردّ سندی تحقیق 12

امام احمد کا قطعی فیصلہ: 12

سند میں دوسرا مقامِ راوی عبد اللہ بن عمر عمری: 13

مؤید احادیث ------------------------------------- 15

نکاح کا حکم ---------------------------------- 16

متارکہ کا طریقہ ---------------------------------- 17

وراثت کا مسئلہ ---------------------------------- 17

هبةُ النساء
فی تحقق المصاهرة بالزنا
(۱۳۱۵ھ)

زنا سے حرمت مصاہرت
کے ثبوت میں تحقیق جلیل

سوال کا پس منظر

یہ رسالہ دو مختلف مقامات سے آئے ہوئے سوالات کے جواب میں لکھا گیا۔ پہلا سوال بہار شریف سے سید محمد عبد السبحان صاحب نے ۱۳۱۵ھ میں بھیجا، دوسرا ضلع ڈھاکہ بنگالہ سے محمد زینت علی صاحب نے ۱۳۲۵ھ میں ارسال کیا۔

سوال یہ تھا کہ بہار شریف میں اہلِ سنت حنفیہ اور وہابیہ کے درمیان ایک مسئلے میں سخت اختلاف پھیلا ہوا ہے:

زید نے اپنی ساس سے زنا کیا اور اس کی بی بی کو اس واقعے کا علم بھی تھا۔ اب کیا زید پر اس کی بی بی حرام ہوئی یا نہیں؟ اگر حرام ہوئی تو طلاق دینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ بی بی باوجود علم کے شوہر کے ساتھ رہی، وطی بھی ہوتی رہی، اولاد بھی ہوئی تو وہ اولاد زید کے ترکے کی مستحق ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت کا فیصلہ

اعلیٰ حضرت نے جواب کے آغاز میں بلا تردد فیصلہ صادر فرمایا: زوجہ زید اس پر حرام ہو گئی اگرچہ اسے اس واقعہ شنیعہ کا علم بھی نہ ہوتا۔

پہلی دلیل : قرآنِ کریم

اعلیٰ حضرت نے فرمایا: اس کی دلیلِ جلیل قولِ مولیٰ عزوجل وتبارک وتعالیٰ ہے: رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ٘ ۔فَاِنْ لَّمْ

تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫

ترجمہ: تم پر حرام کی گئیں تمھاری گود کی پالیاں ان عورتوں کی بیٹیاں جن سے تم نے صحبت کی پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔

پہلی فقہی تحقیق:

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ آیت میں "**گود میں پلنا**" کا وصف ذکر ہوا لیکن یہ بالاجماع شرطِ حرمت نہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے فرمایا: مثلاً زید کسی پچیس سال والی عورت سے نکاح کرے اور اس کے پہلے شوہر سے اس کی ایک بیٹی چودہ سالہ ہو جسے گود میں پالنا درکنار زید نے آج سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہ ہو۔ تو کیا زید کو حلال ہو سکتا ہے کہ اس کی لڑکی سے بھی نکاح کر لے اور مادر دختر دونوں کو تصرف میں لائے۔ لا الہ الا اللہ یہ ہرگز شریعتِ محمد رسول اللہ ﷺ نہیں۔

دوسری فقہی تحقیق

اعلیٰ حضرت نے اسی آیت کے دوسرے وصف پر فرمایا کہ مدخولہ کا **زوجہ یا منکوحہ** ہونا بھی شرطِ حرمت نہیں۔ دلیل دیتے ہوئے فرمایا: کیا لیلیٰ و سلمیٰ ماں بیٹی دونوں جس کی کنیز شرعی ہوں اسے حلال ہے کہ دونوں سے جماع کیا کرے۔ مادر و دختر دونوں ایک پلنگ پر۔ عیاذاً باللہ یہ شریعتِ محمدی ﷺ سے کس درجہ بعید ہے۔ حالانکہ ہرگز کنیزیں 'نسائکم' میں داخل نہیں نہ ان کی

بیٹیوں پر 'ربائبکم' صادق۔

تیسری فقہی تحقیق

اعلیٰ حضرت نے فرمایا: ثابت ہوا کہ نکاح جس طرح بحکمِ تتمۂ آیت فَاِنۡ لَّمۡ تَکُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِھِنَّ تحریمِ دختر کے لیے کافی نہیں، یونہی شرط وضروری بھی نہیں، یعنی نہ وہ علت ہے نہ جزءِ علت۔

یعنی آیت خود بتا رہی ہے کہ اگر صرف نکاح ہو اور دخول نہ ہو تو بیٹی حرام نہیں پس نکاح علتِ تحریم نہیں۔

بلکہ اب آیۂ کریمہ میں نہ رہا مگر الّٰتی دخلتم بھن یعنی ان عورتوں کی بیٹیاں جن کے ساتھ تم نے صحبت کی۔ معلوم ہوا صرف اس قدر علتِ تحریم ہے اور یہ قطعاً مزنیہ میں بھی ثابت کہ وہ ایک عورت ہے جس کے ساتھ اس نے صحبت کی۔ لاجرم بحکمِ آیت اس کی بیٹی اس پر حرام ہو گئی۔

چوتھی فقہی تحقیق

اعلیٰ حضرت نے اسی سیاقِ آیات سے مزید دلائل نکالے:

پہلی مثال: آیتِ کریمہ وَحَلَآئِلُ اَبۡنَآئِکُمُ الَّذِیۡنَ مِنۡ اَصۡلَابِکُمۡ حرام کی گئیں تم پر تمھارے ان بیٹوں کی جوروئیں جو تمھاری پشت سے ہیں، کے بارے میں فرمایا: جس طرح الذین من اصلابکم یعنی بیٹے کا اس کی پشت سے ہونا

اخراجِ متبنی کے لیے ہے نہ کہ اخراجِ نبیرہ وبنسہ کے واسطے۔ یونہی وصفِ 'حلائل 'یعنی بیٹے کی جورو ہونا بھی ملحوظ نہیں۔ بیٹے کی کنیزِ مدخولہ بھی ضرور حرام ہے اور وہ لفظِ حلیلہ میں داخل نہیں۔

دوسری مثال : آیتِ "وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىٕكُمْ " کے بارے میں فرمایا: یہاں پر بھی وصفِ زوجیت قید نہیں کہ کنیزِ مدخولہ کی ماں بھی بدلیلِ مذکور بالاتفاق حرام۔

تیسری مثال : آیتِ "وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ " کے بارے میں فرمایا: اگر نکاح بہ معنی عقد لیجئے تو عقد غیر قید اور بمعنی وطی لیجئے تو وہ ہمارا عین مذہب۔

بالجملہ ان سب مواضع میں مطمعِ نظر صرف مدخولہ ہونا ہے اگرچہ بلا نکاح وبس۔

وطیِ حرام بھی موجبِ تحریم

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ دخول کا حلال ہونا شرط نہیں، حرام وطی بھی تحریم لاتی ہے۔ اس کی دلیل یوں دی:

کیا جس نے اپنی منکوحہ سے صرف حالتِ حیض یا نفاس یا صوم یا اعتکاف یا احرام میں صحبت کی۔ اس کی بیٹی اس پر قطعاً اجماعاً حرام نہ ہوئی حالانکہ یہ دخولِ حرام تھا۔

پھر مزید صورتیں ذکر فرمائیں: علمائے کرام نے بہت وہ صورتیں ذکر فرمائیں جن میں دخول تو دخول عورت ہی کو اس کے لیے حلال نہیں کہہ سکتے اور اس سے وطی بالاتفاق موجبِ تحریمِ دختر موطوءہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک کنیز دو مولیٰ میں مشترک ہے ان میں سے جو اس سے مقاربت کرے گا دختر کنیز اس پر حرام ہو جائے گی۔ یونہی اپنے پسر کی کنیز یا اپنی کنیزِ کافرہ غیر کتابیہ یا اپنی اس عورت سے مجامعت جس سے ظہار کیا اور کفارہ نہ دیا۔ یہ سب بالاتفاق ان عورتوں کی بنات کو حرام کر دیتی ہیں حالانکہ یہ عورات سرے سے خود ہی حلال نہ تھیں۔

مسئلۂ زنِ مظاہرہ

اعلیٰ حضرت نے فرمایا: ان مسائل سے زنِ مظاہرہ تو استناد بالاتفاق کا بھی محتاج نہیں کہ اس پر خود قرآنِ عظیم دلیلِ شافی، ظہار بنصِ قرآن مزیلِ نکاح نہیں تو زنِ مظاہر بلاشبہہ 'نسائکم' میں داخل۔ اور بعد وطی دخلتم بھن بھی حاصل، تو قطعاً اس کی دختر کو حکمِ حرمت شامل۔ یعنی جب کوئی شخص بیوی سے ظہار کرے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ کفارہ دیے بغیر وطی حرام ہے۔ پھر بھی اگر کرے تو اس وطیِ حرام سے بیٹی حرام ہو جائے گی۔ اس پر فرمایا: زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور قبل صحبت ظہار کر لیا بعدہٗ مشغول بجماع ہوا اور کفارہ

نہ دیا، کیا اس صورت میں اسے روا ہے کہ ہندہ کی بیٹی سے بھی نکاح کرلے ۔حاش للہ یہ شریعتِ محمد رسول اللہ ﷺ نہیں۔

اعلی حضرت فرماتے ہیں: ثابت ہوا کہ نہ نکاح شرط، نہ وطی کا بروجہِ حلال ہونا لازم بلکہ مناطِ حرمت صرف وطی ہے۔

اجماعِ صحابہ کرام

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ یہی مذہب ہمارے ائمہ کرام کا ہے اور یہی اکابرِ صحابہ کرام کا:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین: حضرت عمر فاروق، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ابی بن کعب، حضرت عمران بن حصین، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم۔

ائمۂ تابعین: امام حسن بصری، سعید بن المسیب، ابراہیم نخعی، امام عامر شعبی، امام طاؤس، امام عطا بن ابی رباح، امام مجاہد، امام سلیمان بن یسار، امام حماد۔

اکابرِ مجتہدین: امام عبد الرحمٰن اوزاعی، امام احمد بن حنبل، امام اسحٰق بن راہویہ، اور ایک روایت میں امام مالک بن انس رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مخالف کی دلیل اور اس کا تفصیلی ردّ

مخالف کے پاس صرف ایک حدیث تھی: لایحرم الحرام الحلال، حرام، حلال کو حرام نہیں کرتا۔ اعلیٰ حضرت نے اس حدیث کو تین زاویوں سے

مسترد فرمایا:

پہلا ردّ سندی تحقیق

روایتِ اول: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند میں عثمان بن عبد الرحمٰن وقاصی:

امام بخاری نے فرمایا: ترکوہ، محدثین نے اسے متروک کر دیا۔ امام ابو داوٗد نے فرمایا: لیس بشیئ کوئی چیز نہیں۔

امام علی بن مدینی نے سخت ضعیف فرمایا، نسائی و دار قطنی نے کہا متروک ہے، حتیٰ کہ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: یکذب جھوٹ بولتا ہے۔ ابن حبان نے کہا: ثقات سے موضوع خبریں روایت کر دیتا ہے اس سے سند لانا حلال نہیں۔

اعلیٰ حضرت نے مزید فرمایا: یہی عثمان حدیثِ ام المومنین صدیقہ کا بھی راوی ہے۔

پھر بہت اہم نکتہ ارشاد فرمایا:

اقول دلیلِ ضعف کو یہی کافی کہ ام المومنین خود قائلِ حرمت، اگر اس باب میں خود ارشادِ اقدس حضور پر نور ﷺ سنے ہوتے تو خلاف کے کیا معنی تھے۔

امام احمد کا قطعی فیصلہ:

لاجرم امام احمد نے فرمایا: نہ وہ ارشادِ اقدس سیدِ عالم ﷺ ہے نہ اثرِ ام المومنین، بلکہ عراق کے کسی قاضی کا قول ہے۔

روایتِ دوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند میں اسحق بن محمد فروی:

اعلیٰ حضرت نے یہاں ایک نہایت باریک علمی تحقیق فرمائی کہ دونوں حافظین عبد الحق اور ابو الفرج کو التباس ہوا۔ فرمایا: دو ہیں: ایک اسحق بن عبد اللہ بن ابی فروہ تابعی معاصر و تلمیذ امام زہری یہی متروک ہے اسی کو امام بخاری نے ترکوہ فرمایا۔

دوم اس کے بھائی کے پوتے اسحق بن محمد بن اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی فروہ ،یہ ہر گز متروک نہیں امام بخاری کے استاذ ہیں۔ ۲۳۶ھ میں انتقال کیا۔ لیکن پھر فرمایا کہ اس روایت کے راوی یہی پہلے اسحق ہیں جن کے بارے میں: امام یحیٰی بن معین نے فرمایا: فروی کذاب ہے امام بخاری نے فرمایا: محدثین کے نزدیک متروک ہے۔

سند میں دوسرا مقامِ راوی عبداللہ بن عمر عمری:

امام ترمذی نے فرمایا: عبد اللہ کو امام یحیٰی بن سعید قطان نے نقصانِ حافظہ کی رو سے حدیث میں ضعیف بتایا۔

حافظ الشان نے تقریب میں فرمایا: ضعیف عابد۔

دوسرا ردّ:

اعلیٰ حضرت نے فرمایا: اس حدیث سے جواب کو وہی آیۂ کریمہ و مسئلۂ زنِ مظاہرہ کافی، ظہار میں جماع حرام تھا پھر اس نے مظاہرہ کی دختر حلال کو کیونکر حرام کر دیا۔

تیسرا ردّ:

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر لیں تو یقیناً باطل ہے یہ اپنے ظاہر پر تو یقیناً صحیح نہیں۔ کیا اگر قلیل پانی یا گلاب میں شراب یا پیشاب ڈال دیں تو اسے حرام نہ کر دیں گے!

کیا اگر زنا سے جنب ہو تو اسے نماز و قرأت و دخولِ مسجد و طوافِ کعبہ کہ حلال تھے حرام نہ ہو جائیں گے!

کیا اگر کوئی ظالم کسی مظلوم کی بکری کا گلا گھونٹ کر مار ڈالے تو اس کا یہ فعل کہ اگر اپنے مال کے ساتھ ہوتا جب بھی بوجہِ اضاعتِ مال حرام تھا اور مالِ غیر کے ساتھ ظلماً حرام در حرام اس حلال جانور کو حرام نہ کر دے گا!

کیا اگر کوئی شخص اپنی عورت کو ایک ہفتہ میں تین طلاقیں دے خصوصاً ایامِ حیض میں تو اس فعلِ حرام در حرام سے وہ زنِ حلال اس پر حرام نہ ہو جائے گی! صدہا صورتیں ہیں جن میں حرام حلال کو حرام کر دیتا ہے۔ تو یہ اطلاق

کیونکر مراد ہو سکتا ہے لاجرم تاویل سے چارہ نہیں کہ حرام مِن حیث حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔

یعنی پانی کو بول و شراب نے اس لیے حرام نہیں کیا کہ وہ حرام تھے، بلکہ اس لیے کہ نجس تھے اور نجاست نے اسے ناپاک کر دیا۔

اسی طرح یہاں بھی عورت سے زنا کرنے نے دختر زن کو اس بنا پر حرام نہ کیا کہ وہ زنا ہے۔ کہ خصوصیتِ زنا کو اس میں بھی دخل نہیں، بلکہ اسی حیثیت سے حرام کیا کہ وہ وطی واِدخال ہے، تو دخلتم بھن صادق آیا اور دختر موطوءہ کی حرمت لایا، تو اس حدیثِ ضعیف میں بھی مخالف کے لیے اصلاً حجت نہیں۔

مؤید احادیث

اعلیٰ حضرت نے اپنے مذہب کی تائید میں چند احادیث بھی ذکر فرمائیں:

پہلی حدیث: فتح القدیر کے حوالے سے منقول ہے: ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک عورت سے زنا کیا تھا اس کی بیٹی سے نکاح کر لوں؟ فرمایا: میری رائے نہیں۔ اور نہ ایسا نکاح جائز ہے کہ تو بیٹی کی اس چیز پر مطلع ہو جس چیز پر اس کی ماں کی مطلع تھا۔

دوسری حدیث: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا: جو کسی عورت کی فرج کو شہوت سے دیکھے اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جائیں۔

تیسری حدیث: ملعون ہے وہ جو کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی فرج دیکھے۔

چوتھی حدیث: حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو کسی عورت اور اس کی دختر دونوں کی فرج دیکھے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس پر نظرِ رحمت نہ کرے۔

پانچویں حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ: اپنی ساس سے زنا کرنے والے کی نسبت فرمایا:

اس پر ساس اور عورت دونوں حرام ہو گئیں۔

نکاح کا حکم

اعلیٰ حضرت نے فرمایا: اس حرمت کے پیدا ہونے سے مرد وزن کو جدا ہو جانا اور اس نکاحِ فاسد شدہ کا فسخ کر دینا فرض ہو جاتا ہے مگر خود بخود نکاح زائل نہیں ہو جاتا۔

درمختار کے حوالے سے فرمایا: حرمتِ مصاہرت سے نکاح ختم نہیں ہوتا لہٰذا دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی جب تک خاوند متارکہ نہ کرے اور عدت نہ گزر جائے اس دوران اگر خاوند نے وطی کی تو وہ زنا نہیں ہو گا۔

ردالمحتار کے حوالے سے فرمایا: امام محمد رحمہ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا کہ حرمتِ

مصاہرت اور حرمتِ رضاعت کی بنا پر نکاح ختم نہیں ہوتا بلکہ فاسد ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر خاوند نے تفریق سے قبل وطی کر لی تو اس پر زنا کی حد نہیں ہو گی اسے کوئی اشتباہ ہو یا نہ ہو۔

متارکہ کا طریقہ

بزازیہ کے حوالے سے فرمایا: فاسد نکاح میں دخول کے بعد متارکہ صرف زبانی ہو سکتا ہے۔ مثلاً یہ کہے: میں نے تجھے نکاح سے آزاد کیا یا یوں کہے: میں نے تجھے چھوڑ دیا، اور صرف سابقہ نکاح سے انکار کو متارکہ نہ کہا جائے گا۔ ہاں اگر نکاح کے ساتھ یہ بھی کہے کہ جا نکاح کر تو متارکہ ہو جائے گا اور اس موقع پر طلاق دینے سے متارکہ ہو جائے گا لیکن اس سے عددِ طلاق کم نہ ہو گا۔

وراثت کا مسئلہ

اعلیٰ حضرت نے فرمایا: اگر شوہر نے نہ چھوڑا اور ناجائز طور پر ہندہ سے وطی کرتا رہا اور اولاد ہوئی تو وہ اولاد اپنے ماں باپ دونوں کی وارث ہے۔ ماں کی وراثت کے بارے میں فرمایا: ماں کی وراثت تو ظاہر کہ اولادِ زنا بھی اپنی ماں کی میراث پاتی ہے۔ باپ کی وراثت کے بارے میں فرمایا: ابھی منقول ہو چکا کہ ایسی حالت کی اولاد ولد الزنا نہیں صحیح النسب ہے۔ البتہ زن و شوہر کے بارے میں فرمایا: ہاں زن و شوہر ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔

تمت بالخیر